در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی، یکہ توت، پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت انوار البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر | پی ۲۶۹ | پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیرِ اعلیٰ: فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظمِ اعلیٰ: سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۴۳ — جلد نمبر ۱۲

یکم اکتوبر - ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء — جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ

مدیرِ اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	نعت شریف	سلطان سکون	۳
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیرِ اعلیٰ	۴
۴	انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیرِ اعلیٰ	۷
۵	رموزِ ولایت	پروفیسر لطیف الرحمان	۱۰
۶	غزل	پروفیسر مرتضیٰ سید	۱۷
۷	استفتاء (خلع کی شرعی حیثیت)	مفتی خلیل الرحمان	۱۸
۸	کلمہ طیبہ	ڈاکٹر فدا حسین	۲۲
۹	سبحان تیری قدرت	ڈاکٹر محمد انعام قادری	۲۶
۱۰	دورِ حاضر میں اجتہاد	حافظ نور حکیم جیلانی	۲۸

شذرہ

کراچی، قتل وغارت گری بند کرائی جائے

اقبال ریاض

کراچی میں کچھ عرصہ امن وامان کے قیام کے بعد قتل وغارت اور ہنگاموں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے۔ محبِ وطن عوام حیران ہیں کہ آخر یہ مسئلہ کیا جو ہزاروں جانوں کے ضیاع کے باوجود حل ہونے میں نہیں آتا۔ کیا یہ باہمی عداوتیں ہیں یا دہشت گردی ہے جس کے نتیجے میں شریف شہریوں کی زندگی اجیرن بنی ہوئی ہے۔ اگر اس دہشت گردی اور قتل وغارت کی پشت پر غیر ملکی سازش ہے اور بھارتی ایجنسی "را" یہ اقدامات کر رہی ہے تو پھر ہماری ایجنسیاں کہاں سو رہی ہیں؟ اور وہ ان سازشوں کا قلع قمع کرنے میں کیوں کامیاب نہیں ہو سکتیں؟ جب کہ ایم کیو ایم کے لیڈر الطاف حسین اپنے کئی بیانات میں قتل ومقاتلے کی یہ ذمہ داری ان ہی ایجنسیوں پر ڈال کر خود بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان سے یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ ایم کیو ایم کی طرف سے کرائی گی حالیہ ہڑتال میں جو ان ہی کے آدمیوں نے کرائی ۱۳ بے گناہ شہریوں کا خون کس کی گردن پر ہے؟

آخر ہمارے ذمہ دار حکام اور ادارے کہاں سو رہے ہیں؟ اس قسم کی صورتِ حال ملکی مفاد کے لئے کس طرح بہتر ثابت ہو سکتی ہے۔ حکومت کو اس صورتِ حال کی طرف سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینی چاہئے اور سیاسی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اس سلسلے میں جلد ٹھوس اور مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں اور شرپسندوں اور قتل وغارت کے ذمہ دار عناصر سے کسی قسم کی کوئی رو رعایت نہیں کی جانی چاہئے کیونکہ یہی وقت کا تقاضا ہے۔

نعت شریف

سُلطان سکونؔ

اے خُدا! مجُھ کو محُمد کا ثناء گر کردے
دل مرا عشقِ محُمد سے مُنوّر کردے

قطع ہر در سے تعلق مرا یکسر کر دے
درِ اقدس مرے ماتھے کا مُقدر کر دے

دل ہو زرخیز مرا عشقِ محُمد کے لئے
اور اسے حرصِ جہاں کے لئے بنجر کر دے

اے خوشا جن پہ طُلوع ہوتے تھے ہر روز حُضور
مری آنکھوں کے مُقدر میں وہ منظر کر دے

جو کم و بیش عطا ہو وہ رضا ہے تیری
ہاں مجھے عشقِ نبی دامنِ دل بھر کر دے

یہ تمنا ہے سکونؔ اپنی جو بر لائے خُدا
پھر رواں مجُھ کو مدینے کے سفر پر کر دے

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیرُ القرآن الحسنیہ

مُدیرِ اعلیٰ

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۛ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ
جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۴۸) وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ
وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُوْنَ (۱۴۹) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَ
حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۤ اِلَّا
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ (۱۵۰) كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ
يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (۱۵۱)
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (۱۵۲)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ مُنہ کرتا ہے پس بھلائیوں کے حُصول میں سبقت کرو، تم جہاں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو ایک جگہ لے آئے گا، بے شک اللہ جل جلالہٗ ہر شے پر قادر ہے (۱۴۸) اور اے مُخاطب! تو جہاں سے بھی نکلے اپنا مُنہ (رخ بیتُ الحرام کی طرف ہی کرنا، اس لئے کہ یہ (حُکم) تمہارے ربّ کی طرف سے حق ہے اور اللہ جل جلالہٗ جو کچھ تم عمل کرتے ہو ان سے بے خبر نہیں ہے (۱۴۹) اور جس طرف سے بھی تم باہر جاؤ تو (نماز میں) مسجدِ حرام کی سمت ہی رخ کرنا اور تم جہاں پر بھی ہو اپنا مُنہ اسی سمت رکھنا تاکہ لوگوں کو تم پر کوئی حُجّت نہ رہے مگر وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا ہے تو اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو تاکہ میں اپنی نعمت (وحیٔ الٰہی) تم پر پُوری کر دُوں اور اُمید ہے کہ تم ہدایت پا جاؤ گے (۱۵۰) جیسا کہ ہم نے تم میں ایک (عزّت والا) رسول بھیجا جو کہ تم ہی میں سے ہے۔ ہماری آیتیں تم پر تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور

تمھیں کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے اور تم کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے (۱۵۱)
پس مجھے یاد کرو تاکہ میں تمھیں یاد کروں اور میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو (۱۵۲)

حل لغت : وِجْهَةٌ: سمت، رُخ، طرف توجہ۔ مُوَلِّي: منہ کرنا، منہ پھیرنا۔ فَاسْتَبِقُوْا: پس سبقت کرو۔ اَلْخَیْرَات: خیر کی جمع ہے جس کے معنی بھلائی، نیکی کے ہیں۔ حُجَّةٌ: دلیل، الزام، حجت، صیغہ امر ہے۔ اُتِمَّ: میں پوری کر دوں، میں اتمام کر دوں، میں مکمل کر دیں واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ تَکْفُرُوْنَ: تم کفر کرتے ہو، تم کفر کرو گے، کُفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لا نہی کے لئے ہے، وَلَا تَکْفُرُوْنَ: اور کفرانِ نعمت نہ کرو جس وقت لفظ کفر لفظ شکر کے مقابلے میں آئے تو اس کے معنی ناشکری اور کفرانِ نعمت کے ہوتے ہیں، مطلق کفر کے معنی انکار اور چھپانے کے ہیں۔

تفسیر : ہر ایک اُمت نے اپنی عبادات کے اعتبار سے ایک سمت اپنے لئے مقرر کر رکھی تھی۔ یہودیوں نے صخرا کو اور عیسائیوں نے بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنا رکھا تھا۔ اس لحاظ سے اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ نے مسلمانوں کے لئے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلی خواہش کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ شریف کو مسلمانوں کے لئے ثواب کی جگہ بنایا اور اجتماع کے لئے بیت اللہ شریف کو ایک مرکز مقرر فرمایا تاکہ نیکیوں کے حصول اور عبادات میں کوشاں رہیں اور ہر وقت مصروفِ عبادات رہیں اور اس گھر کا طواف کرتے رہیں اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر سجدے کرتے رہیں اور اُن کو حکم دیا کہ دُنیا کے جس کونے میں جہاں پر بھی تم آباد ہو، نماز میں تمہارا رُخ اسی کعبۃ اللہ کی طرف ہو گا اور حج کے لئے اسی کعبۃ اللہ کا طواف تم نے کرنا ہے اور دیگر مناسکِ تم نے ادا کرنے ہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ کا یہ حکم ازلی، ابدی اور برحق ہے۔ اللہ جل جلالہٗ ان تمام اعمالِ حسنہ میں خلوص نیت دیکھتا ہے لہٰذا ان نیکیوں کے حصول میں عُجب، سُمع اور دکھاوا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ جتنے اعمال بھی تم انجام دیتے ہو ان سے بے خبر نہیں ہے۔ پس حصولِ برکات میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو اور زیادہ سے زیادہ انعام و اکرام خُداوندی کی توقع رکھو تاکہ لوگوں کے لئے بھی کوئی الزام یا حجت باقی نہ رہے کہ یہ اپنے ثواب کے حصول کی جگہ اور اجتماعی مرکز کی جگہ میں ہمارے محتاج ہیں بلکہ ان سب پر مسلمان کعبۃ اللہ کی فضیلت کی وجہ سے بہت زیادہ برکات کی دلیل رکھتے ہیں۔ اس آیۃ

کریمہ میں اللہ جل جلالہ نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کو انتہائی شرف اور فضیلت سے سرفراز فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعام کے حصول میں پوری پوری اور مکمل برکات کے حامل ہیں اور ایسا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم عطا فرمایا جو کہ تمام نعمتوں کا جامع ہے اور خاتم الانبیاء والرُسل ہے اور آخری وحیٔ الٰہی کا حامل ہے۔ لہٰذا جس طرح اب کوئی دوسرا قبلہ نہیں، کوئی دوسری وحی نہیں اسی طرح کوئی دوسرا نبی بھی تاقیامِ قیامت نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اب وہ نابکاروں، نہ ماننے والوں اور ظالموں سے کسی قسم کا کوئی خوف نہ کریں، نہ ڈریں، ان کے خلاف ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہیں اور صرف اور صرف اللہ جل جلالہ کا ڈر اور خوف ان کے دلوں میں جا گزیں ہو۔ لہٰذا اللہ جل جلالہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے گا، غلبہ عطا فرمائے گا اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مشعلِ نور ہوں گے۔ جس طرح اللہ جل جلالہ نے اُمتِ مُسلمہ پر رحم و کرم فرمایا اور قبلۂ ابراہیمی سے ان کو نوازا اور وحیٔ الٰہی کی نعمت عطا فرمائی اسی طرح حضور اکرم سیّدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مُبارکہ سے بھی انعام فرمایا اور حضورِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہ برگزیدہ رسالت جو تلاوتِ قرآنِ حکیم، تزکیۂ نفوس، تعلیم علمِ معرفت اور رسوخ فی العلم پر مبنی تھی نیز ان علومِ حقائق مکاشفات، عُلوم غیبی اور وہ عُلومِ توحید جو اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں جانتی تھی جن سے وہ قطعاً نابلد اور اور ناواقف تھی۔ پیارے محبوب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اُن تمام عُلوم سے نوازا وہ صاحبِ علمِ نبوّت جس نے ان تمام عُلوم معرفت سے اس اُمتِ محمدیہ کے جلیل القدر اہلبیت عظام اور صحابۂ کرام کے سینوں کو اس نورِ نبوّت سے بھر دیا جس سے وہ آشنا تک نہ تھے اور وہ برگزیدہ ہستی جو کہ انہیں میں سے تھی یعنی انہیں کے ایک مُعزز ترین قبیلہ قریش کے فرزند جلیل تھے قبیلہ قریش وہ اشرف و اعلیٰ قبیلہ تھا جو کہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ بن حضرت ابو الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اتنی عظیم نعمتیں اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمانے کے بعد حکم دیا کہ تم میری اس عطاء و بخشش پر شکریہ ادا کرو اور کُفرانِ نعمت نہ کرو یعنی سیّد الرُسل، افضل البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات یعنی تلاوتِ قُرآنِ حکیم، تزکیۂ نفوس، تعلیم قُرآن، پختہ علم اور علوم معرفت الٰہیہ پر کاربند

باقی صفحہ ۱۲ پر

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کرّم اللّٰہ وجہہ الکریم

مدیر اعلیٰ

ذکر ما خفّف بامیر المؤمنین عليّ ابن ابي طالب عن هٰذه الاُمّة

اس باب میں اس بات کا ذکر ہے کہ "جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے طفیل اس اُمّت پر تخفیف کی گئی"

حدیث نمبر ۱ / ۱۵۱ : اخبرني محمد بن عبدالله بن عمار قال حدثنا قاسم الجرمي عن سفيان عن عثمان وهو ابن المغيرة عن سالم عن علي ابن علقمة عن علي قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ مُرْهُمْ اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا قَالَ بِكَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بِدِيْنَارٍ قَالَ لَا يُطِيْقُوْنَ قَالَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ قَالَ لَا يُطِيْقُوْنَ قَالَ فَبِكَمْ قَالَ بِشَعِيْرَةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَزَهِيْدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰي ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقٰتٍ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ يَقُوْلُ بِيْ خُفِّفَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

ترجمہ : جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس وقت یہ آیۂ کریمہ اُتری "اے ایمان والو! جب تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی بات آہستہ کرنا چاہو تو اپنے عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے (جناب) علی (المرتضیٰ) کو فرمایا کہ ان کو امر کرو کہ صدقہ دیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کس قدر؟ ارشاد فرمایا کہ ایک دینار۔ عرض کیا جناب اس کی بھی

طاقت نہیں رکھتے۔ ارشاد فرمایا آدھا دینار، عرض کیا جناب اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے، پھر کس قدر؟ عرض کیا کہ جناب ایک جَو بھر سونا۔ جناب حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا بے شک تو بہت بے رغبتی کرنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے تھے کہ میری طفیل اس اُمت پر یہ تخفیف کی گئی ہے۔

حلِ لغت: اَلزَّهِيْدُ: کم، حقیر، تنگ خُو، آخرت کی محبت کی وجہ دُنیا سے بے رغبت۔

تشریح: ارشاد ہے "ان کو امر کرو کہ صدقہ دیں" یعنی جب سرگوشی کرنا چاہیں تو اس سے پہلے کچھ نہ کچھ ضرور صدقہ خیرات کریں۔ ارشاد ہے "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کس قدر؟ یعنی جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے دریافت کیا کہ صدقہ کی مقدار کتنی ہو؟ ارشاد ہے "ایک جَو بھر سونا" یعنی معاف فرما دیجئے کیونکہ ایک جَو بھر سونا بہت ہی کم مقدار ہے جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ارشاد ہے "تو بہت بے رغبتی کرنے والا ہے" یعنی اے علی المرتضیٰ! تجھ پر تو آخرت کی محبت اتنی غالب ہے کہ تُو اس دُنیا کی ہوس اور مال و دولت کے حُصول سے قطعاً مُنہ موڑ چکا ہے۔ اور بے رغبت ہے۔

ارشاد ہے

"کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو" یعنی تم اپنی ناداری اور مُفلسی کی وجہ سے ڈر گئے کہ اب تمہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں باریابی کا موقعہ نہ ملے گا اور اپنے مسائل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں پوشیدہ طور پر بیان کرنے کا وقت نہ ملے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم موقوف فرما دیا۔ ارشاد ہے "اور جناب علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرماتے تھے کہ میری طفیل اس اُمت پر یہ تخفیف کی گئی ہے" یعنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں میری بار بار گذارش کرنے سے یہ حکم موقوف ہوا۔ صاحب روح المعانی اپنی تفسیر کی جلد ۲۸ صفحہ ۲۸ مطبوعہ ایران میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں

اخرج الحاکم وصححہ وابن المنذر وعبدبن حمید وغیرھم عنہ کرم اللّٰہ وجھہٗ انہ قال ان فی کتاب اللّٰہ تعالٰی لاٰیۃ ما عمل بھا احد قبلی ولا یعمل بھا احد بعدی اٰیۃ النجوی یا ایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اِذَانَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ كَانَ عِنْدِي دينار فبعة بعشرة دراهم فكنت كلما ناجيت النبي صلي الله عليه وآله وسلم قدمت بين يدي نجوي درهما ثم نسخت فلم يعمل بها احد فنزلت اشفقتم الاية

ترجمہ: ابن المنذر اور عبد بن حمید وغیرھم نے جناب علیؑ المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایسی آیۂ کریمہ ہے (کہ اس کے نازل ہونے پر) مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہیں کیا اور نہ میرے بعد اس پر کوئی عمل کرے گا۔ وہ آیۂ کریمہ آیت "النجوٰی" ہے۔ یعنی اے ایمان والو! جب تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو الخ۔ جب یہ آیت اُتری تو اس وقت میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اسے تڑوایا تو دس درہم ملے۔ پھر ایک ایک سرگوشی پر ایک ایک درہم صدقہ کیا تو یہ آیۂ کریمہ "ڈرے تم الخ"--- اُتری تو یہ حکم منسوخ ہو گیا گویا میرے بعد کسی نے بھی اس آیت پر عمل نہیں کیا (اخرج الحاکم وصححہ) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اس عزت سے جناب سیّدنا علیؑ المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ہی سرفراز فرمایا کہ قرآنِ حکیم کی اس آیہ مُبارکہ پر کسی اور صحابی کو عمل کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوا۔ ابنِ مردویہ، جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے تخریج فرماتے ہیں کہ ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جناب علیؑ المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) میں تین باتیں ایسی تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے سُرخ پشم والے اونٹ سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ " تزویجہ فاطمہ واعطا الرایۃ وایۃ النجوی" جناب سیّدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ تعالیٰ علیہا سے ان کا نکاح ہونا اور (خیبر کے موقع پر) ان کو علم دیا جانا اور آیات نجویٰ کے ساتھ ان کا عمل کرنا" (جاری ہے)

رواداری

فیض لودھیانوی مرحوم ومغفور

سب کی دلداری کو یہ ہے بہت ہی اچھا اصول | دل نہایت قیمتی شے ہے اسے توڑو نہیں
بحث مت چھیڑو کہ کس کا کیا عقیدہ ہے مگر | جو عقیدہ ہو تمہارا اس کو تم چھوڑو نہیں

رموزِ ولایت

پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمان قادری

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰے عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی. اَمَّا بَعد

اَلَآ اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ۝

اولیاء اللہ کی ایک عجیب شان ہوتی ہے ان کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے اگر کوئی سمجھے بھی تو صرف اتنا سمجھ سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ مکمل طور پر ان کا تصرف فتح ستر، کشف، بصیرت اور مقام کا ادراک صرف اس کا ہم پلا ہی کر سکتا ہے۔ ان میں چند اولیاء ایسے ہوتے ہیں جن کو تصوف کی اصطلاح میں مستورُ الحال کہتے ہیں ان کو اللہ نے ساری مخلوق سے خفیہ رکھا ہوا ہوتا ہے یہاں تک کہ خضر علیہ السلام کے مقام والے اصحاب بھی ان کو نہیں پہچان سکتے نہ وہ خود اپنے بارے میں کچھ بتاتے ہیں مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہر کہ را اسرار حق آموختند

مُہر کردند و دہانش دوختند

خزینہ معارف کے مؤلف حضرت پیر محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ کے چند مرید تھے۔ وہ اُن میں سے صرف ایک میں شرافت کے آثار پاتا تھا۔ ایک دن اُس بزرگ نے ان کا امتحان کرنا چاہا۔ امتحان کرنے پر اس ایک کے سوا باقی سب بھاگ گئے۔ امتحان یہ تھا کہ مُرید آتے گئے اور اس کے دروازے پر اکٹھے ہوتے گئے۔ بزرگ نے ان تمام کو ایک عورت کی شکل دکھائی جو آکر شیخ کے خلوت خانے میں داخل ہو گئی۔ شیخ بھی اس کے پیچھے خلوت خانے میں چلے گئے یہ دیکھ کر مُرید بد ظن ہو گئے اور ایک ایک غائب ہو تا گیا یہاں تک کہ صرف وہی ایک مُرید رہ گیا۔ شیخ صاحب باہر آئے تو اس مُرید سے پُوچھا کہ تم اب بھی میری تابعداری کرتے ہوں۔ مُرید نے جواب میں عرض کیا کہ کیسے نہ کروں کیونکہ آپ سے گُناہ کا ارتکاب ناممکن نہیں ہے۔ گُناہ کا ارتکاب

نبیوں سے ناممکن ہے اور میں نے آپ کی تابعداری اس لئے تو نہیں کی تھی کہ آپ نبی ہیں جس سے گناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا۔ آپ سے ملاپ تو میں نے اس لئے کیا تھا کہ آپ بشر ہیں اور طریقِ حق کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ طریقِ حق کی معرفت تو اب بھی آپ میں پائی جاتی ہے اور وہ وصف جس سے میں نے آپ کو پہچانا تھا آپ میں بدستور موجود ہے۔ اس لئے میری نیت کیوں بدلے گی؟ اور دل میں وسوسہ کیوں پیدا ہو گا؟ شیخ نے کہا بیٹا یہ دُنیا تھی جو عورت کی شکل میں آئی تھی اور میں نے عمداً ایسا کیا تھا تا کہ یہ لوگ مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اب میرے ساتھ خلوت خانے میں چلے جاؤ' مُرید جب اندر گیا تو کچھ بھی نہ تھا اور اس کی محبت میں اور بھی اضافہ ہوا۔

حضرت تاج الدین ذاکر مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد حضرت محیُ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "تصوف" میں لکھا ہے کہ ایک شخص ایک بزرگ کے پاس آیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ وہ سِر مجھے عطاء کریں جو اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپ کو دیا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ آپ میں اس کی طاقت نہیں۔ مُرید نے کہا کہ مجھ میں طاقت اور قُدرت ہے شیخ نے ایسا امتحان لیا کہ وہ سر کے بل گرا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بچائے۔

امتحان یہ تھا کہ مُرید کے پاس ایک نوجوان لڑکا تھا جس کا باپ اکابر شیوخ میں سے تھا جب اس مُرید نے کہا کہ میں سِر کی حفاظت کی طاقت رکھتا ہوں تو شیخ نے کہا کہ تم چند دن میرے ساتھ ٹھہرو اس دوران میں شیخ صاحب نے اس نوجوان لڑکے کو کہیں چھپا لیا اور اپنے خلوت خانے میں میں ایک بکرا ذبح کیا اور پھر غصہ میں چھُری سمیت خُون آلود ہاتھوں سمیت باہر نکل آیا۔ وہ سِر مانگنے والا مُرید باہر بیٹھا ہوا تھا۔ مُرید نے پوچھا حضرت کیا بات ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ اس نوجوان نے مجھے غصہ دلایا جس سے میں آپے سے باہر ہو گیا اور اس کو ذبح کر ڈالا اور اپنی خلوت گاہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ وہاں ذبح شدہ پڑا ہے۔ مرید کہا بیٹا اگر تم سِر چاہتے ہو تو اسے چھپائے رکھنا اور کسی سے اس کا ذکر نہیں کرنا اگر اس کا باپ مجھ سے پوچھے تو میں خُود جواب دے دُوں گا کہ وہ بیمار ہو کر مر گیا اور وہ میری بات پر یقین

کرے گا۔ دیکھو بیٹا اس مسئلے میں میری مدد کرنا اور اس پر پردہ ڈالنا مُرید کا رنگ تو اڑ گیا تھا اس نے سوچا کہ اب شیخ اس کے قبضے میں ہے۔ شیخ سے جُدا ہوتے ہی وہ سیدھا نوجوان کے باپ کے پاس گیا اور سارا ماجرا سنایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ شیخ جس کو آپ نیک سمجھتے ہیں اس نے ایسا کام کیا ہے اور اس نے مجھے اس پر پردہ ڈالنے کو کہا اگر تمہیں شک ہے تو آؤ میرے ساتھ تمہیں تمہارا اپنا خون میں تڑپتا ہوا ملے گا۔ لوگوں نے اس مُرید کو برا بھلا بھی کہا کہ شیخ سے ایسا نہیں ہو سکتا بہر حال لوگ دوڑے دوڑے آئے اور شیخ کے دروازے پر دستک دی۔ شیخ نے نکل کر پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے صورت حال بتادی۔ شیخ نے اجازت دی اور لوگ خلوت خانے میں گئے تو وہاں بکرا پڑا ہوا پایا۔ انہوں نے نوجوان کا مُطالبہ کیا تو شیخ کے کہنے پر نوجوان باہر آگیا اور وہ مُرید شرمسار ہوا۔ شیخ نے پوچھا کیوں تُو نے تو کہا تھا کہ مجھ میں ستر کی طاقت ہے؟ اور اس طرح اس کاذب کو چلتا کیا۔

عوام نے اولیاء اللہ کے لئے اپنے کچھ اُصول مرتب کیے ہیں اور وہ اولیاء کو ان اُصولوں کے اوزان پر دیکھتے ہیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صاحبِ فتح ولی حق بات کو جانتا ہے اور وہ مذاہبِ اربعہ میں سے کسی کا مُقید نہیں ہوتا۔ یہ بات اگرچہ بظاہر ناگوار سی لگتی ہے لیکن اگر تمام مذاہب مُعطّل ہو جائیں تب بھی وہ شریعت کو زندہ رکھنے کی قُدرت رکھتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں اور وہ ایک لحظہ کے لئے بھی حق جل جلالہٗ کے مُشاہدے سے خالی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام احکام تکلیفیہ وغیرہ میں وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی مُراد سے واقف ہوتا ہے اس لئے وہ اوروں کے لئے حُجّت ہے اور دُوسرے لوگ اس کے لئے حُجّت نہیں بن سکتے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے بنسبت اس کے جس کو فتح نصیب نہیں ہوتا۔ اس کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔

عوام ولی یا ولایت کا مفہوم نہیں سمجھتے نہ ولایت کی سرزمین سے آگاہ ہیں بلکہ عوام کی ذہنی پرواز صرف اتنی ہوتا ہے کہ جو یہ ولی کی زیارت کیلئے جاتے ہیں تو کہتے کہ اگر ولی نے

یہ چیز کھلائی وہ چیز کھلائی تو سچ مچ ولی ہو گا ورنہ نہیں۔ یا یہ کہتے کہ اگر ولی نے میرے دل کا خیال ظاہر کیا تو صاحبِ کشف ہو گا اور ولی ہو گا ورنہ نہیں اور نہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کے ہزاروں طریقے ولی کو تسلیم کرنے کے لئے خود بنائے ہوئے ہوتے ہیں اور ان طریقوں پر خود ان کی ولایت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ طریقت میں اس قسم کی چیزوں کی اجازت نہیں اور ولی کے لئے کرامت کا اظہار ضروری نہیں، نہ لوگوں کو کرامت کا انتظار کرنا چاہئے۔ اولیاء کرام تو اللہ تعالےٰ کے دوست ہوتے ہیں جس طرح اللہ تعالےٰ کی ذاتِ مُبارک نظر نہیں آتی۔ اِسی طرح اس اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کو بھی زیادہ تر خفیہ رکھتے ہیں۔ اگر نظر آتے بھی تو ان کو جوان کا ہم پلہ ہوتے ہیں۔

صاحبِ فتح ولی کی بھی مختصر سی وضاحت نذر قارئین ہے۔ ایسے اولیائے کرام جن کو اسرارِ حق کا مُشاہدہ حاصل ہو اور ان کے لئے ماضی، حال اور مُستقبل کے بارے میں پردے چاک کئے ہوئے ہوتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان کو تصرّف سے نوازا ہوا ہوتا ہے۔ ہر کام کے کرنے کے بارے میں ان کو یقین ہوتا ہے۔ لیکن نظامِ الٰہی کی روشنی میں وہ بعض اوقات خاموش رہتے ہیں اور لوگوں کے اصرار کے باوجود وہ قطعی طور پر رائے نہیں دیتے۔ کیونکہ نظام میں تصادم کا وہ خیال رکھتے ہیں۔ ان کو عطائی طاقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ بتاتی ہے کہ یہ کام ایسا نہیں ہو گا اس لئے سائل کو یہ اُسی کام کے ہونے کے بارے میں یقین نہیں دلاتے، یہی وہ تصادم ہے جس سے یہ بچنا چاہتے ہیں۔ تصرّف کی وجہ سے یہ اولیاء کرام کائنات کے عوامل پر فتح حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، آگ میں چھلانگ لگانا وغیرہ وغیرہ ------ جیسے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ طیّ الارض تھے۔ ایک موقع پر اپنے ایک خاص مُرید حضرت محمد علی صباک کو چند منٹ میں بیت اللہ شریف لے گئے تھے اور طواف کے بعد واپس بھی لائے تھے۔ اسی طرح ایک بحری سفر میں حضرت خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اولیاء کرام کے تصرف کی باتیں کرتے تھے اور کپتان نے کہا میں یہ باتیں نہیں مانتا، چنانچہ وہ غیرتِ ایمانی

کے جوش میں آئے اور جہاز سے چھلانگ لگا کر پانی پر چلنے لگے، ایسے ہزاروں واقعات رونما ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ اسرارِ حق کے شناسا اور فاتح عوامل اولیائے کرام صاحب فتح ولی ہوتے ہیں۔

ولی کامل کا کسی مذہب کا مقید نہ ہونے کے بارے میں وضاحت پیش کی جاتی ہے۔ وہ اولیاء جو اسرارِ حق کے عطا کردہ ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی مُراد ہوتے ہیں اور وہ اللہ کی رضا پر چلتے ہیں ان کو یہ علم ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کیا ہے۔ شریعت قرآن پاک، سُنّتِ نبوی اور فقہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ صاحبِ فتح اولیاء شریعت ہی پر کاربند ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ کتابوں اور اوراق کے پابند نہیں ہوتے۔ اس لئے کہا گیا ہے وہ اگر چاروں مذاہب کتاباً تحریراً اور وجوداً معطل بھی ہو جائیں تو اولیاء کرام پھر بھی شریعت کو زندہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اور نقل و حرکت اللہ کی مرضی ہی کے مطابق ہو گی اور اللہ تعالےٰ کی مرضی ہی شریعت ہوتی ہے گویا ان کا وُجود قرآنی احکام سُنّتِ نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُطابق ہو گا اور یہ اس لئے کہ وہ پہلے اسرارِ حق دیکھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ الہام اور القاء کے ذریعہ ان کو حقیقت بتاتے ہیں اس کے بعد وہ بات کرتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اور وہ عین شریعت کے مطابق ہو گی یہ اس لئے کہا گیا۔ ہے کہ وہ اولیاء کرام عوام کے لئے حُجت ہیں، دلیل ہیں اور مثال ہیں۔ عوام کو چاہئے کہ ان کی پیروی کریں تاکہ صراطِ مستقیم پر چلنا نصیب ہو۔ اولیاء عوام کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ عوام اولیاء کے لئے حُجت ہیں۔ کیونکہ اسرارِ حق کا مُشاہدہ صرف اولیاء اللہ کا خاصہ ہے اور ولایت کے درجے پر فائز ہونے کے لئے شریعت کی پابندی ضروری ہے جو وہ ہر حالت میں کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ اہلِ حق کے نزدیک تمام مجتہدین کے مذاہب ایک جیسے ہیں اور وہ اپنی وسعتِ نظر کے باعث ان میں کوئی فرق نہیں پاتے۔ اس فقرے میں قارئین کرام کو لفظ اہلِ حق کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ سرچشمہ ان کی نظر میں ہوتا ہے جس سے تمام مُجتہدین نے فیض حاصل کیا ہے اور تمام مذاہبِ اہلِ حق کے باطن میں پائے جاتے ہیں اس کا

مزہ صرف فُقراء ہی چکھ سکتے ہیں۔ ولی اللہ ان لوگوں کے لئے جو ان کے پاس آتے ہیں رنگ بدلتا رہتا ہے۔ چنانچہ جس طالب کی نیت صاف ہو گی وہ ولی کو عین کمال میں دیکھے گا اور وہ ولی سے خوش ہو گا اور جس کی نیت بد ہو گی اس کا حال اس کے برعکس ہو گا اور حقیقت ہر شخص کو وہی نظر آئے گا جو اس کے اپنے باطن میں ہو گا اور ولی بمنزلہ ایک آئینہ کے ہے جس میں اچھی اور بُری صورتیں سب دکھائی دیتی ہیں۔ لہٰذا جس شخص کو ولی کا کمال اور اللہ تعالےٰ کی طرف رہنمائی دکھائی دے تو اس کو اللہ تعالےٰ کا شُکر ادا کرنا چاہئے اور جسے کچھ اور دکھائی دے اسے اپنے نفس کا مُحاسبہ کرنا چاہئے کہ ہر وقت دوسروں میں خامیاں ٹٹولتا پھرے زیادہ فائدہ اس کو اپنے محاسبے میں ملے گا۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کی نظر میں ایک کام ناجائز ہوتا ہے کیونکہ اس کا حکم حلال کا ہوتا ہے لیکن ولی اللہ اس حلال کو اپنے لئے ممنوع سمجھتا ہے لوگ حلال چیز کو استعمال نہ کرنے کو ناجائز خیال کرتے ہیں اور وہ ایک طرح صحیح سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کی تشریح میں آپ کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں انشاء اللہ ابہام دور ہو جائے گا۔ وہ یوں ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنی کتاب "مکاشفۃ القلوب" میں فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بصرہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ ان کی نظر ایک سبزی فروش کی دکان میں انجیر پر پڑی اور خواہش پیدا ہوئی کہ انجیر کھائی جائے۔ ان کے پاس جیب میں کوئی رقم نہ تھی اس لئے اپنے جُوتے اتار کر سبزی فروش کو دیئے کہ اس کے عوض مجھے انجیر دیں۔ سبزی فروش نے جُوتوں کو ناکارہ سمجھتے ہوئے انکار کیا وہاں کھڑے ایک آدمی نے دُکاندار کو کہا کہ تم نے انکار کر کے اچھا نہیں کیا کیونکہ یہ تو مالک دینار ہیں۔ سبزی فروش نے فوراً اپنے ایک غُلام کو انجیروں کو ٹوکرا سر پر رکھوا کر پیچھے دوڑایا اور ساتھ کہا کہ اگر یہ تم نے اس کو دے دیا تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ غُلام دوڑا اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو کہا کہ وہ ٹوکرا لے لیں لیکن انہوں نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے قسم کھا لی ہے کہ میں مرتے دم تک انجیر نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے

اپنے نفس کو اور خواہش کے لئے ایسا کہا کہ وہ ختم ہو جائیں اور مر جائیں لئے نہیں کہ انجیر خراب چیز ہے۔ ولی اللہ اپنے نفسِ اَمّارہ اور خواہشات نفسانی کو دبانے کے لئے حلال چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام کرتے ہیں اور ایسا کرنا اس کا ذاتی مسئلہ ہوتا ہے۔

امید ہے قارئین کرام اس نازک اور پُر اسرار کیفیات کے بارے میں احتیاط سے کام لیں گے کیونکہ اس میں سر مو لغزش بھی انسان کے باطن کو خیرہ بناتی ہے اور اندھیر اچھا جاتا ہے اللہ اپنے تمام رہروانِ طریقت کو اپنے معارف سے حصہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

بقیہ: تفسیر القرآن الحسنیہ

رہو اس کو پھیلاؤ خود بھی عمل کرو اوروں پر عمل کرواؤ بلکہ جتنا زیادہ تم اس میں انہماک کرو گے۔ اللہ تمہیں زیادہ سے زیادہ اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔جب تم اس دنیا میں اس کا ذکر خیر کرو گے، اس کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے جدوجہد کرو گے۔ صبح شام تلاوتِ قرآن حکیم کرو گے، ذکرِ الٰہی میں مصروف رہو گے تو اللہ تعالیٰ ان محفلوں سے اپنی بہترین اور اعلیٰ و ارفع محفلوں یعنی ملاء الاعلیٰ میں تمہاری یاد کرے گا اور ذکر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس پیغمبرِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا جائے۔ پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھتا ہے یعنی حضور کا ذکر خیر اللہ جل جلالہٗ کو اتنا پیارا ہے کہ اس کی یاد کے نتیجے میں اپنی رحمتوں کی آغوش کھول دیتا ہے اور دس قدم بڑھ کر اپنے جوارِ رحمت میں اس کو جگہ دیتا ہے اور اگر اس نعمتِ الٰہی کا اس طریقہ پر شکریہ ادا نہ کیا تو ایسا نہ ہو کہ کفرانِ نعمت یعنی ناشکری کے گناہِ عظیم میں مبتلا ہو جاؤ اور بجائے بخشش و رحمت کے عذابِ الٰہی کے مستحق ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ناشکری و کفرانِ نعمت سے بچائے --- آمین --- (جاری ہے)

غزل

پروفیسر مُرتضیٰ سید

ظُلمت کی تیز دھوپ میں جُھلسا دیا ہمیں
روشن ہوا کا ایک نہ جھونکا دیا ہمیں

ہم پا برہنہ دھوپ میں چلتے رہے مگر
رہ میں کسی شجر نے نہ سایا دیا ہمیں

دریا اُٹھائے کاندھے پہ بادل گُذر گئے
پانی کی بُوند بُوند کو ترسا دیا ہمیں

کس اور جائیں اب ہمیں کچھ سُوجھتا نہیں
یہ کس نے لا کے چوک میں ٹھہرا دیا ہمیں

اک عمر جان بُوجھ کے کھاتے رہے فریب
برسوں خود اپنی سوچ نے دھوکا دیا ہمیں

اک دائمی تپش ہے تو اک مُستقل خلش
سوچیں تو عشق نے بھی کیا کیا دیا ہمیں

لازم ہے زندگی کے لئے حادثہ کوئی
یہ راز تیرے پیار نے سمجھا دیا ہمیں

کھوئے تھے ہم تصوّرِ جاناں میں مُرتضیٰ
یہ کس نے آ کے خواب سے چونکا دیا ہمیں

اِستفتاء

(خُلع کی شرعی حیثیت)

مُفتی خلیل الرحمان نقشبندی

مُہتمم دارالعلوم شیر ربانی حاجی آباد شکرپُورہ روڈ پشاور

عُلماءِ دین و مُفتیان کی خدمت میں گُذارش یہ ہے کہ شرعِ مبین میں خُلع کی کیا حقیقت ہے اور خُلع کیا ہے اور وہ کس وقت کی جاتی ہے اور شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

مہربانی فرما کر مُدلّل مُفصل طور پر اس مسئلے کی وضاحت فرما کر مشکور فرماویں بینوا و توجروا

المستفتي: جاوید احمد پشاور

الجواب

واضح ہو کہ خُلع فتح کے ساتھ مصدر ہے بمعنی نکالنے کے گویا میاں بیوی ایک دُوسرے کے لئے بمنزلۂ لباس کے ہیں پس نکال لیتے ہیں ایک دوسرے سے لباس بوجہ خُلع۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (سورة البقرہ)

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہارے لئے (لباس) یعنی پردہ زینت آرام ہیں اور تم ان کے لئے۔

تفسیر: آیت شریف کا یہ حصہ خاص توجہ طلب ہے یعنی جیسے وہ (بیویاں) تمہارے لئے لباس ہیں ویسے ہی تم ان کے لئے لباس ہو (حاشیہ نمبر ۲۲۲ جلد نمبر ۱ ص ۱۲۷ تفسیر ضیاءُ القرآن)

اور خُلع ضمہ کے ساتھ اسم ہے اس سے شریعت میں خُلع کا معنی یہ ہے کہ عورت کچھ مال دے کر شوہر سے اپنے آپ کو آزاد یعنی ملک نکاح سے خارج کرا لے اور ایسا کرنا میاں بیوی کے لئے شرعاً جائز ہے یہ اس صُورت میں جبکہ میاں بیوی کے درمیان نباہ مُشکل بلکہ ناممکن ہو جائے اور اس بارے میں قول خداوند کریم جل جلالہ ہے

فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیهما فیما افتدت به (الآیۃ بقرہ)

ترجمہ: اور جائز نہیں تمہارے لئے کہ لو تم اس (بیوی) سے جو تم نے دیا ہے انہیں (مہر) کچھ بھی بجز اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ تعالیٰ

کی حدوں کو پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ تعالیٰ کی حدوں کو تو کوئی حرج نہیں ان پر کہ عورت کچھ فدیہ دے کر جان چھڑا لے اس آیت پر تفسیر میں حاشیہ نمبر ۲ پر درج ہے

"اگر خاوند عورت کو مارتا پیٹتا ہے اور اسے طلاق بھی نہیں دیتا یا عورت کو خاوند سے ایسی نفرت ہو گئی کہ اب ان کے درمیان صلح کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی ہو اور اس بات کا خطرہ پیدا ہو گیا ہو کہ اگر یہ دونوں میاں بیوی نکاح کے بندھن میں بندھے رہے تو یہ طرح طرح کے معصیتوں میں مُبتلا ہو جائیں گے تو اب کیا کیا جائے تو اس مُشکل کا حل آیت شریف کے اس حصہ میں بیان فرمایا گیا جسے اصطلاح فقہاء کرام میں خُلع کہا جاتا ہے"

وضاحت: یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان مندرجہ بالا صُورت پیدا ہو جائے تو عورت حاکمِ وقت کے پاس خُلع کے لئے درخواست دے اور حاکم پہلے ان میں مصالحت کی کوشش کرے گا اگر کامیابی نہ ہو تو خاوند نے عورت کو مہر میں جو کچھ دیا تھا حاکم اس سے لے کر خاوند کو واپس کر دے اور ان کے درمیان تفریق کر دے ۔ یہی خُلع ہے اور اس کا حکم ایک طلاق بائن ہے یعنی خُلع کرنے سے ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے ۔

فقہائے احناف حضرات نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ اگر زیادتی خاوند کی طرف سے ہے تو اسے خُلع کرتے وقت بیوی سے کچھ لینا مناسب نہیں ہے اور اگر زیادتی بیوی کی ہے تو جتنا اس نے بیوی کو مہر میں دیا تھا اتنا لینا اس کے لئے مُباح ہے اور اسے زیادہ لینا مکروہ ہے ۔ بعض عُلماء نے فرمایا کہ زیادہ بھی لے سکتا ہے ۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ زیادہ نہ لے یہی جمہور کا قول ہے ۔ اور یہ بھی معلوم ہو جانا چاہئے کہ مخلوعہ عورت کی عدت بھی تین حیض ہے ۔

تفسیر روح البیان نے اس آیت شریف کی تفسیر میں فرمایا کہ سبب نزول اس آیت شریف کا یہ تھا کہ

جميلة بنت عبد الله بن ابي بن سلوك كانت تبغض زوجها ثابت بن قيس فاتت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقالت لا انا ولا ثابت ولا يجمع راسي وراسه شيي بطوله الى آخره (تفسير روح البيان جلد ۱ ص ۳۵۶)

ترجمہ: جمیلہ بنت عبد اللہ اپنے خاوند ثابت بن قیس سے نفرت کرتی تھی ۔ پس آئی وہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں اور ثابت ایک ساتھ نہیں رہ سکتے میرا سر اور اس کا سر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا اور اس نفرت کی وجہ صرف یہ تھی کہ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی شکل جمیلہ کو پسند نہ تھی تو اسی موقع پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

جمیلہ کے بیان کے بعد ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور سے کہا کہ حضور آپ اسے حکم دیں کہ وہ باغ جو میں نے اسے مہر میں دیا تھا مجھے واپس کر دے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جمیلہ سے فرمایا کہ تم وہ باغ اسے واپس کرنے کے لئے تیار ہو جو ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تم کو مہر میں دیا تھا۔ جمیلہ نے کہا کہ ہاں وہ باغ بھی اور کچھ اور بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں صرف وہی باغ ثابت کو واپس دے دو۔ جمیلہ نے باغ واپس کر دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو فرمایا کہ تم اپنا باغ واپس لے لو (وخل سبیلھا) یعنی اسے آزاد کر دو پس ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایسا ہی کیا۔ واضح ہو کہ خلع کا یہ کیس اسلام میں پہلا کیس تھا (تفسیر روح البیان جلد ۱، ص ۳۵۶)

ھدایہ میں ہے

واذ تشاق الزوجان وخاف ان لا یقیما حدود اللہ فلاباس بان تفتدی نفسھا منہ بمال یخلعھا بہ ----- لقولہ تعالیٰ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ فاذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقۃ بائنۃ و لزمھا المال ---- لقولہ علیہ السلام الخلع تطلیقۃ بائنۃ (باب الخلع ص ۳۸۰ ھدایہ جلد ثانی)

ترجمہ: اور جب کوئی تنازعہ جھگڑا رونما ہو جائے میاں بیوی کے درمیان اور اس بات کا ڈر ہو کہ حُدودُ اللہ قائم نہ رکھ سکیں گے تو کوئی مضائقہ نہیں کہ عورت فدیہ دے کر شوہر سے چھٹی کرا لے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ حُدودُ اللہ قائم نہ کر سکنے کی صُورت میں عورت پر کوئی گناہ نہیں اور نہ مرد پر کہ عورت فدیہ دے اور خُلع کر لے اور شوہر قبول کر لے تو پھر عورت جب فدیہ شوہر کو دے دے اور وہ قبول کر لے تو اس خُلع سے ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ خُلع ایک طلاق بائن ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ خُلع میں طلاق کا بھی احتمال ہے لہٰذا یہ لفظ کنایات میں سے ہوا اور

لفظ کنایہ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ ھدایہ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر زیادتی شوہر کی طرف سے ہو تو اس کے لئے مکروہ ہے کہ زوجہ سے خلع پر کوئی بدلہ لے اور اگر زیادتی زوجہ کی طرف سے ہے تو پھر شوہر کے لئے مکروہ ہے کہ جتنا مہر اس نے دیا تھا اس سے زیادہ لے (ھدایہ جلد اول ص ۳۸۰)

اب بہار شریعت کا سنیئے

"مال کے بدلے نکاح زائل کرنے کو خُلع کہتے ہیں۔ عورت کا قبول کرنا شرط ہے عورت کے قبول کئے بغیر خلع نہیں ہو سکتا اگر زوج زوجہ میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعی کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خُلع میں مضائقہ نہیں اور جب خُلع کر لیں تو طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال ٹھہرایا گیا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے" (بہار شریعت، عالمگیری جلد ۸، ص ٦٦)

خلاصہ: مندرجہ بالا حوالوں سے خُلع کی حقیقت اور اس کا حکم بطریقِ احسن واضح ہو چکا ہے کہ اگر میاں بیوی میں نباہ ناممکن ہو تو بیوی خُلع کے لئے قاضی یا مسلمان حاکم کے پاس درخواست کر سکتی ہے اور شوہر کے منظور کرنے پر جو مال اس نے بیوی کو مہر میں دیا تھا اور واپس لے کر خُلع کر سکتا ہے اور خُلع کر لینے سے ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی اس طلاق کے واقع ہونے کے بعد عورت پر عِدّت بھی گذارنا ہے اور دوران عدت۔ بیوی کا نان نفقہ بذمہ شوہر لازم ہے اگر خُلع کے وقت اس کی نفی کر دی گئی تو پھر لازم نہیں۔ عورت عدت گذارنے کے بعد جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے۔ یہاں پر وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ چونکہ شوہر کی طرف سے خلع طلاق ہے لہذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ یا مجنون خُلع نہیں کر سکتا کہ وہ اہلِ طلاق نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت محلِ طلاق ہو لہذا اگر عورت کو طلاقِ بائن دے دی تو اگرچہ عورت عدّت میں ہو اسے خُلع نہیں کر سکتا یوں ہی اگر نکاح فاسد ہوا ہے یا عورت مُرتد ہو گئی ہو جب بھی خُلع نہیں ہو سکتا کہ نکاح ہی نہیں ہے تو خُلع کس چیز کا ہو گا ہاں اگر عورت طلاق رجعی کی عدّت میں ہے تو خُلع ہو سکتا ہے (بحوالہ در مختار رد المختار ص ٦٧، جلد ۸، بہار شریعت)

والله اعلم بالصواب هذا هو في الكتاب

کلمۂ طیّبہ

(انسانی جسم کے مُتعلق حیرت انگیز انکشافات)

ڈاکٹر فدا حُسین

آج کل کمپیوٹر کا دور ہے اگرچہ کمپیوٹر انسان کی ایجاد ہے لیکن اس ایجاد کے ذریعہ بعض ایسے اہم رازوں سے پردہ اُٹھ رہا ہے کہ خود انسان محوِ حیرت ہے۔ مثال کے طور پر کچھ عرصہ پہلے عیسائیوں کی ایک جماعت نے اپنے عقیدے کے مطابق یسوع مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی قبر کا کمپیوٹر کے ذریعہ تجزیہ کیا تو انہیں یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ قبر میں ایک لاش سفید چادر میں لپٹی ہوئی موجود ہے حالانکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جب یسوع مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کو سُولی پر چڑھا گیا اور ان کو قبر میں دفن کر دیا گیا تو وہ تیسرے دن زندہ ہو کے اپنی قبر سے آسمانوں پر چلے گئے تھے۔ چُنانچہ آج بھی عیسائی لوگ اپریل کے مہینے میں ایک جُمعہ کے دن جسے وہ گُڈ فرائی ڈے کہتے ہیں ایک تہوار مناتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اسی دن یسوع مسیح کو سُولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ پھر اسی اپریل کے مہینے میں جُمعہ کے تیسرے دن جسے وہ ایسٹر کہتے ہیں، ایک بڑی خُوشی کا تہوار مناتے ہیں اس دن کو بہت خوشیوں کا دن کہتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ تیسرے دن یعنی اتوار کے دن یسوع مسیح زندہ ہو کر آسمانوں پر چلے گئے تھے اب تک تو عیسائیوں کا یہی عقیدہ رہا ہے لیکن اب کمپیوٹر نے ان کے اس عقیدے کو غلط اور مُسلمانوں کے عقیدے کو صحیح ثابت کر دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عیسائی باوجود شکوک و شُبہات کے اب بھی اپنے بے بُنیاد عقیدے پر قائم ہیں۔

حال ہی میں کمپیوٹر کے ذریعہ ایک اور اہم انکشاف ہوا ہے اس کے لئے تحقیق لاہور کی ایک ماہر کمپیوٹر مُحترمہ شہناز کوثر نے کی ہے جس کی ایک فوٹو ذیل میں ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعہ انسانی جسم کے تجزیے کے دوران یہ انکشاف ہوا کہ انسان کے سانس کی نالی پر قُدرتی طور پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھا ہوا ہے اور پھیپھڑوں کے اندر سانس کی نالیوں پر قُدرتی طور پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے۔ اگر کمپیوٹر کے ذریعہ فراہم کردہ نقشہ کو غور سے دیکھیں تو پھر کسی وضاحت کی ضُرورت نہیں۔

زندگی قائم ہی سانس پر ہے اور ان اعضاءِ انسانی پر جن سے سانس لیا جاتا ہے کلمۂ

طیبہ منقش ہونا ہر انسان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ اگر وہ دلائلِ خارجی کے علاوہ اپنے جسمانی نظام پر تدبر و فکر سے کام لے تو یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا ہے کہ ذاتِ خُداوندی اور ذاتِ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس پر ایمان لانا عین فطرت ہے۔ چنانچہ سورۃ حٰمٓ السجدہ کی ۵۳ ویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان کو آفاق (عالم) میں اور ان کی اپنی نفسوں میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ ان پر حق واضح ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اب غور فرمائیے بچہ پیدا ہو کر سانس لیتا ہے سانس جسم کی ان نالیوں سے گذرتی ہے جن پر کلمۂ طیبہ قدرت نے لکھ دیا ہے اس لئے قدرتی طور پر بچہ اللہ اور رسول کا معترف ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں جہاں کہیں بھی غیر مسلموں کے سامنے دینِ حق کی تبلیغ کی جاتی ہے تو اُن میں سے کُچھ لوگ ضرور ایمان لے آتے ہیں۔ آج ساری دُنیا میں بے شمار غیر مسلم مُشرف بہ اسلام اور صاحبِ ایمان بن چکے ہیں۔ یہ اسی کلمۂ طیبہ کا واضح فطری اثر ہے۔ انسان زندہ رہنے کے لئے سانس لے ہی نہیں سکتا جب تک اس کی ہر سانس اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا اپنی ذات میں قائل نہیں ہو جاتا۔ غور فرمائیے زندگی کا دارومدار سانس پر ہے اور سانس کا ذریعہ سانس کی نالی اور پھیپھڑے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی مُہر ثبت ہے۔ انسان کا سانس لینا جو زندگی کی بقا کے لئے ضُروری ہے۔ فطری طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کے اعتراف کا ذریعہ ہے۔

قُرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ان (انسان) کی شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ مُفسرین نے اس آیت کی بہترین تفاسیر لکھی ہیں لیکن کمپیوٹر سے حاصل کردہ معلومات سے یہ حقیقت بھی واضح نظر آتی ہے کہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کی ایک صُورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سانس کی نالی اور پھیپھڑوں کی ساخت میں توحید اور رسالت کی واضح دلیل موجود ہے۔

کمپیوٹر کے اس انکشاف کے بعد اب یہ بات سمجھ آتی ہے کہ صُوفیاء کرام اور بُزرگانِ

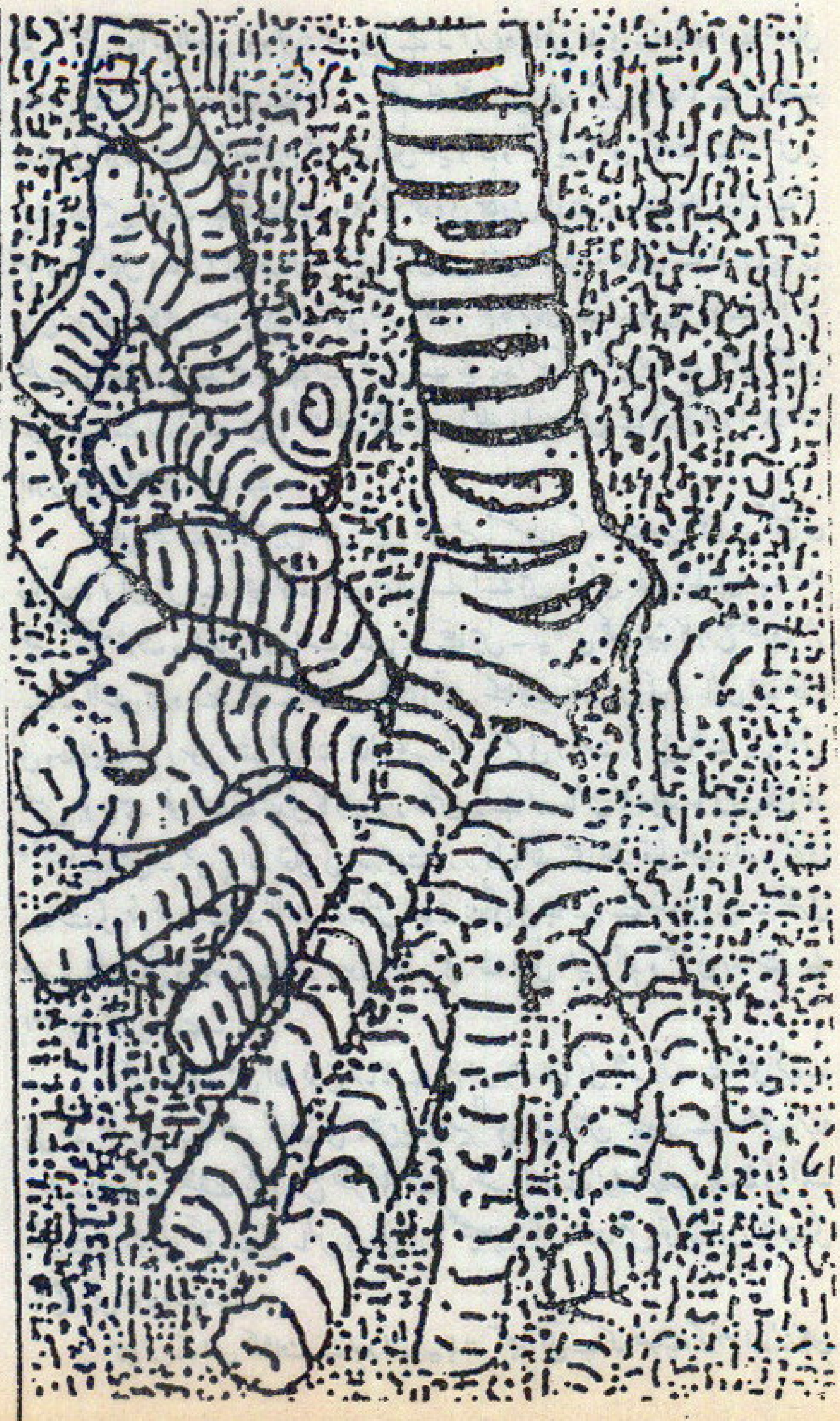

دین نفی اثبات پر اتنا زور کیوں دیتے ہیں اور یہ کہ تمام روحانی امراض کے لئے مکمل شفا کلمۂ طیبّہ میں ہی ہے۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کلمۂ طیبّہ کو افضل الذکر کیوں فرمایا ہے۔

اس تحریر سے یہ مقصد واضح کرنا ہے کہ جب مسلمان کی ہر سانس اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہ ہے تو مسلمان زندگی میں اس حقیقت سے کیوں غافل رہتا ہے؟ یہ غفلت ہی انسان کو گمراہی کے گڑھے میں گرا دیتی ہے اور جب وہ صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے تو شیطان اسے اغوا کر لیتا ہے پھر وہ کفر، شرک، بدعت اور گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔ اس کے دل میں پتھر سے زیادہ سختی اور ہر تاریکی سے زیادہ تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لئے صراطِ مستقیم پانے کا واحد ذریعہ کلمۂ طیبّہ کی روشنی سے ہدایت حاصل کرنا اور گمراہیوں اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانا رہ جاتا ہے۔ کلمۂ طیبّہ جہاں رُوحانی امراض کے لئے شفا ہے وہاں اس کے ورد پر مداومت دُنیاوی مشکلات و پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرتے وقت جس کی زبان سے آخری کلمہ یا بات یہ نکلے کہ وہ کلمۂ طیبّہ پڑھ لے تو جہاں دُنیا سے با ایمان رخصت ہوتا ہے وہاں اس کلمۂ طیبّہ کی وجہ سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا۔

یا مقلب القلوب والابصار یا مدبر اللیل والنھار یا محول الحول والاحوال حول حالنا الي احسن الحال والصلوۃ والسلام علي حبیبہ محمد خاتم الانبیاء الذي افضل العباد

ذکر و فکر

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

عمر بھر سب کی بہتری کے لئے | کام کر تو خُدا کے ذکر کے ساتھ
ایک دم موت سے نہ ہو غافل | زندہ رہ عاقبت کی فکر کے ساتھ

سُبحان تیری قُدرت

ڈاکٹر محمد انعام قادری (ایم بی بی ایس)

انسان تخلیق قُدرت کا ایک عظیم شان شہکار ہے۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ انسان کے جسم کے ہر عضو پر غور کیا جائے تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سائنسدان آج بھی کمپیوٹر کے ذریعے انسان پر تحقیق کر رہے ہیں۔ اس تحقیق نے بحیثیت مُسلمان ایمان کو اور بھی پختہ کر دیا ہے۔ ایک نظر انسان کے نظامِ سانس Respiratory system پر ڈالنے سے قُدرت کے اس عجوبہ کا راز کُھلتا ہے اور انسان اس بات کے سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ بظاہر گوشت اور ہڈی کے انسان کے اندر قُدرت نے ایک الگ دنیا قائم کر رکھی ہے جو کہ آج کل کے سائنسی دور میں پوری طرح اپنے راز مشینوں کے ذریعہ بھی معلوم کرنے سے قاصر ہے۔

سانس کی نالی ناک سے شروع ہوتی ہے۔ قُدرت نے ناک اس انداز سے بنایا کہ ہے وہ ۲۴ گھنٹے جاگتے سوتے بغیر کسی رُکاوٹ کے ہوا کے لئے راستہ بناتا ہے اور ناک کے شروع کا حصہ نرم بنا کر قُدرت نے اس کو چوٹ کی صُورت میں ٹوٹنے سے محفوظ رکھا ہے فَبِاَیِّ اٰلَا رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنَ۔ ناک کے اندر بال بنا کر قُدرت نے جسم میں صاف ہوا داخل کرنے کا ایک ذریعہ بنایا۔ دوسرا فائدہ ناک کا یہ ہے کہ ہوا کی رفتار کو کم کر کے جسم میں داخل کرنے سے پھیپھڑے کو کم سے کم نقصان پہنچاتا ہے۔ ناک کے ذریعے ہوا داخل کرنے سے ہوا کی رفتار مُنہ کے مقابلہ میں پچاس فیصد کم ہوتی ہے اور یہ کم رفتار پھیپھڑوں کی نازک جھلی کے لئے بہت مُفید ہے ورنہ تیز ہوا کی وجہ سے سانس کے نازک اعضاء متاثر ہونے کا خطرہ تھا۔ حلق میں ناک کی حدود ختم ہو جاتی ہے یہاں قُدرت نے ایک ایسا نظام رکھا ہوا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے یعنی خوراک اور سانس کی نالی آگے پیچھے ہیں اور دونوں کو جُدا کرنے کے لئے ایک ڈھکن نما گوشت کا ٹکڑا ہے جو خوراک کی صُورت میں سانس کی نالی کو بند کر دیتا ہے تاکہ خوراک سانس کی نالی میں نہ جائے۔ ورنہ ایک ذرّہ خوراک جب سانس کی نالی میں جاتا ہے تو کھانس کھانس کے جو برا حال ہوتا ہے، اللہ کی پناہ۔

بولنے کی صلاحیت کا بھی جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ حلق میں جھانک کے دیکھا

جائے تو بولنے کے لئے کچھ بھی نہیں صرف گوشت کے دو ٹکڑے آمنے سامنے ایسے پڑے ہیں جیسے ریل کی پٹڑی اور ان ہی گوشت کے ٹکڑوں کی حرکت سے آواز پیدا ہوتی ہے ۔ قرآن پاک کی تلاوت کے وقت قاری صاحب کے حلق سے مختلف قسم کی آوازیں پیدا ہوتے ہوئے اس بات کا آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں ۔ حلق سے پھیپھڑے تک سانس کی نالی ۱۰ سے ۱۲ سینٹی میٹر یعنی ۴ سے ۵ انچ لمبی ہے ۔ حلق سے نیچے کچھ ہی فاصلے پر یہ سانس کی نالی دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے ۔ ایک دائیں اور دوسری بائیں پھیپھڑے کے لئے ۔ پھر تقسیم در تقسیم ہوتے ہوتے تقریباً ۲۵ ویں تقسیم پر سانس کی نالی ایک ہوا کی تھیلی بن جاتی ہے جس میں ہوا موجود ہوتی ہے اور اس کے اوپر خون کی چھوٹی چھوٹی نالیاں جالی نما انداز میں پھیلی ہوتی ہے جن سے تازہ ہوا کی آکسیجن خون میں اور خون سے کاربن ڈائیکسائیڈ ہوا میں شامل ہو جاتی ہے ۔ ایک منٹ میں ۵ لیٹر خون تقریباً ۱/۴ لیٹر آکسیجن خون کے لئے حاصل کرتا ہے ۔ ایک پھیپھڑے میں تقریباً ۳۰۰۰۰ ہوا کی تھیلیاں موجود ہوتی ہیں جو کہ آکسیجن مہیا کرنے کا ذریعہ ہے قدرت نے سانس کی نالی کو چھوٹے ذرّوں سے صاف رکھنے کے لئے بال برابر یا اس سے بھی باریک تیزی سے حرکت کرنے والے بال بنائے ہیں جو صرف نیچے سے اوپر کی طرف حرکت کرتے ہیں اور کرکٹ کے ایک کھلاڑی کی طرح گیند کو واپس بالر کی طرف مارتے ہیں جس کی مدد سے سانس کی نالی بلغم یا چھوٹے ذرّوں سے صاف رہتی ہے ۔ اس بال نما چیز کی رفتار ایک منٹ میں ایک ہزار بار ہے ۔ اور یہ بال سگریٹ پینے والے شخص میں نہیں ہوتے جس کی وجہ سے سانس کی بیماری بن جاتی ہے اور بلغم نکالنے میں بے حد مشکل پیدا ہوتی ہے کچھ ذرّے چھینک کے ذریعہ بھی سانس کی نالی سے خارج ہو جاتے ہیں ۔ ایک ہوا کی تھیلی کا سائز ۱۰۰ سے ۳۰۰ مائیکران ہے ۔ ایک مائیکران ایک سینٹی میٹر کا ایک لاکھواں حصہ ہوتا ہے ۔ ان ہوا کی تھیلیوں کو اگر زمین پر پھیلا دیا جائے تو تقریباً ۷۰ میٹر زمین درکار ہوگی ۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم قدرت کے اس عالیشان تحفہ کی حفاظت کریں اور ہر حال میں اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کریں ، اللہ تعالیٰ ہمیں ناشکری سے بچائے اور ہر بیماری ، سستی سے محفوظ رکھے --- آمین ۔

گذشتہ سے پیوستہ

دورِ حاضر میں اجتہاد

حافظ نور حکیم جیلانی

شرائطِ اجتہاد

وہ احکام جو بصراحت قرآن و حدیث یا اجماع اُمّت سے ثابت ہوں اجتہاد کو ان میں دخل نہیں (جاء الحق ص ۱۷)

بالفاظ دیگر اجتہاد اس قابلیتِ استنباط کا نام ہے جو ایسی شرعی اُمور میں صرف کی جاتی ہے جہاں نہ صریح نص اور نہ ہی اجماع کا مُقرر کردہ قاعدہ موجود ہو۔

نصِ قُرآنی کے خلاف اجتہاد:

فتاوٰے رضویہ کے خالق امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جو اجتہاد نصِ قُرآنی کے خلاف ہو، حرام ہے۔ اپنے رسالہ "الھبۃ الاحمدیہ فی الولایت الشرعیہ و العرفیہ" میں فرماتے ہیں

"نصِ قُرآنی کے خلاف اجتہاد حرام ہے" (فتاویٰ رضویہ ص ۵۰۹)

(۲) (و) الی (حرام) وھو الاجتھاد (فی مقابلۃ) دلیل (قاطع) من (نص) کتاب او سنہ (اجماع) (بحوالہ تحریر امیر بادشاہ ص ۱۸۰)

وہ آئمہ کرام جنھوں نے اجتہاد کے ذریعہ سے اپنے مذہب کی بُنیاد رکھی ان کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں

امامُ الائمہ سراج الائمہ:

امام اعظم ابُو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حنفی مذہب کے بانی اور مُطلق مجتہد۔ ولادت ۸۰ ہجری بمقام کُوفہ وفات ۱۵۰ ہجری بمقام بغداد۔

امام دار الہجرۃ:

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مالکی مذہب کے بانی اور مقامِ اجتہاد پر فائز۔ ولادت ۹۳ ہجری بمقام شام وفات ۱۷۹ ہجری بمقام مدینہ مُنوّرہ۔

امام ناصر السنہ:

امام شافعی محمد بن ادریس شافعی مذہب کے بانی اور مجتہد۔ ولادت ۱۵۰ ہجری وفات ۲۰۴ ہجری بمقام قاہرہ مصر۔

امام عزت للاسلام:

امام حنبل احمد بن حنبل الشیبانی، بانی مذہب حنبلی۔ ولادت ۱۶۴ ہجری بمقام بغداد وفات ۲۴۱ ہجری بمقام بغداد۔

اہلسنت کے متروک مذاہب کے امام:

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل ائمہ بھی گزرے ہیں جو کہ اجتہاد کے مرتبہ پر فائز تھے مگر ان کے مذہب نے ترقی نہیں کی اور لوگوں میں ان کو پھیلنے کا موقع نہ مل سکا اور اب یہ متروک ہیں، یہ بھی اہلسنت کے فقہی مذاہب کے امام تھے۔

(۱) عبداللہ بن شبرمہ، متوفی ۱۴۴ھ (۲) محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ قاضی، متوفی ۱۴۸ھ (۳) سفیان ثوری، متوفی ۱۶۱ھ (۴) لیث بن سعد، متوفی ۱۷۵ھ (۵) شریک نخعی، متوفی ۱۷۷ھ (۶) سفیان بن عینیہ، متوفی ۱۹۸ھ (۷) اسحاق بن راہویہ، متوفی ۲۳۸ھ (۸) ابو ثور ابراہیم بن خالد بغدادی، متوفی ۲۴۶ھ (۹) اوزاعی، متوفی ۱۵۷ھ (۱۰) داؤد ظاہری متوفی ۲۷۰ھ (۱۱) ابو جعفرہ محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ۔

ائمہ اربعہ کے اجتہادات کی اقسام:

ائمہ اربعہ کے اجتہادات دو اقسام پر مشتمل ہیں

(۱) اساسی اجتہاد (۲) ذیلی اجتہاد

اساسی اجتہاد:

اساسی اجتہاد سے مراد ایسا اجتہاد ہے جس نے فقہی تحقیق کا بنیادی ضابطہ تشکیل دیا۔ مثلاً شریعت کے مصادر و ماخذ کا تعین، ان کی ترتیب اور ایک دوسری پر ترجیح کے اصول ان کی تعریفات و تفصیلات، آیات قرآنی کی فقہی توضیحات کے اصول و اسلوب، قرآن مجید اور احادیث و آثار سے استنباط احکام کے طریقے، احادیث و روایات وغیرہ کے رد و قبول کے معیارات تبدل احکام کی شرائط و ضوابط وغیرہ علیٰ ھذا القیاس۔ ایسے بنیادی اجتہادات جن سے

ہر فقہی مذہب کا وُجود اور اُن کا تشخص عبارت ہے، اساسی نوعیت کے ہیں۔

ذیلی اجتہاد:

وہ اجتہادات جن کا تعلق اساسی اصولوں کے تفصیلی اطلاق کے ساتھ ہے جو اجتہادی طریقۂ کار میں تخریجِ مناط، تنقیحِ مناط اور تحقیقِ مناط وغیرہ کی تفصیلات و جُزئیات سے بحث کرتے ہیں اور مخصوص احوالِ زمانہ اور تقاضائے حالات میں انطباقی حیثیت رکھتے ہیں جن کا تعلق خاص طور پر ان ادوار کی حکمتوں اور مصلحتوں سے تھا جو اُصولوں کی تشکیل کی بجائے اخذ نتائج سے مُتعلق ہیں یا صرف تعبیر و تشریح اور استنباط و استخراج سے ایسے اجتہادات ذیلی نوعیت کے ہیں (اجتہاد اور اس کا دائرہ کار)

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نصِ قُرآنی اور احادیث اور ائمہ اربعہ کے تخریجِ احکام و اجماع میں اجتہاد نہیں ہو سکتا یہ بھی اجتہاد کے لئے شرط ہے اور دُوسری شرط یہ ہے جو سب سے زیادہ اہم ہے۔ مُجتہد، اجتہاد کرنے والا شخص اجتہاد کی شرائط پوری کرے تو وہ اجتہاد کر سکتا ہے۔ ائمہ اربعہ نے ان شرائط کو پورا کرنے کے بعد ہی اجتہاد کیا ہے۔

(۱) اجتہاد کے لئے سب سے پہلی شرط تو یہ ہے کہ جو مُجتہد اجتہاد کرے تو "ذرائع اجتہاد" جو کہ پہلے بیان ہو چکے ہیں ان سے اجتہاد کرے۔

(۲) دُوسری شرط یہ ہے کہ اجتہاد کرنے والا مُجتہد مندرجہ ذیل باتوں پر پُورا اُترتا ہو تو مُجتہد کہلا سکتا ہے۔ مثلاً جو لوگ اجماع و قیاس و حُجت مانتے ہیں۔ مُجتہد کے لئے ان کے نزدیک بالاتفاق مجتہد مُطلق کے لئے مندرجہ ذیل چیزوں کا علم ضروری ہے۔

شرائطِ مُجتہد:

(۱) کتاب (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس (۵) علم عربیت

شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجماع کی جگہ "علم اقاویل سلف" کا ذکر کیا ہے۔

(۱) کتاب:

کتاب میں مندرجہ ذیل اُمور کا علم ضروری ہے

(ا) صرف آیاتِ احکام کا علم جن کی تعداد پانچ سو ہے۔

(ب) لیکن ان آیات کا حفظ ضروری نہیں صرف ان آیات کے مواقع کا علم ضروری ہے تاکہ

بوقتِ ضرورت ان کی طرف رجوع کیا جا سکے (تلویح جلد ۲، ص ۱۱)
(۳) کتاب کی اقسام کا علم خاص کر عام، خاص، مجمل، مفسر وغیرہ کا علم۔
(۴) ناسخ و منسوخ کا علم کتاب کے لُغوی اور شرعی معانی کا علم۔

سُنّت:

سُنّت میں مندرجہ ذیل اُمور کا علم ضروری ہے۔
(۱) صرف حدیثِ احکام کا علم۔ احادیث احکام کی تعداد بقولِ ابن عربی تین ہزار ہے۔
(۲) ان کا حفظ ضروری نہیں بلکہ احادیث احکام کے مواقع کا علم ضروری ہے تاکہ بوقت ضرورت مراجعت کر سکے۔
(۳) متن کی معرفت کہ یہ متواتر ہے یا مشہور ہے یا آحاد، صحیح ہے ضعیف، مقبول ہے یا مردود۔
(۴) اس کا علم کہ آیا یہ حدیث حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بلفظہٖ مروی ہے۔
(۵) سَند کی معرفت اور جرح و تعدیل کا علم۔ لُغوی و شرعی معانی کا علم صحاحِ ستّہ کا علم، مختلفین کے درمیان وجوہِ تطبیق کا علم مجتہد کے لئے ضروری ہے۔ (تلویح و آمدی)

اجماع:

اجماع کے سلسلے میں مُتفق علیہ ہے کہ مُجتہد مُطلق کے لئے مواقع اجماع کے سلسلے کا علم ضروری ہے (ابو زہرہ اصول فقہ ص ۳۶۹)
تاکہ مواقع اور موقع پر اجماع کے خلاف فتویٰ نہ دے دے۔ لیکن امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مواضع کے خلاف کا علم ضروری قرار دیا ہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اجماع و خلاف کے تمام مواقع کا علم ضروری نہیں بلکہ اتنا جان لے کہ اس کا فتویٰ اجماع کے خلاف نہیں ہے۔ اس کی معرفت دو طریقوں سے ہو سکتی ہے یا تو یہ دیکھے کہ اس کا فتویٰ کسی مذہب کے موافق ہے یا یہ یقین کرے کہ یہ مسئلہ اس کے زمانہ کی پیداوار ہے یا سابق اہلِ اجماع کو اس پر غور کرنے کا موقعہ نہ تھا۔ صحابہ و تابعین کے اقوال میں سے صرف ان اقوال کا علم ضروری ہے جو احکام کے متعلق ہوں اور فقہائے اُمّت کے فتاوے میں سے ایک کثیر حصہ کا علم ہونا ضروری ہے (تلویح جلد ۲، ص ۱۱۷)

قیاس:

قیاس اس کے شرائط، اس کے احکام، اس کے اقسام اور اس کے مقبول و مردود کا علم شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ مُجتہدِ مُطلق کے لئے قیاس جلی وخفی کا علم ضرور ہے کہ صحیح و فاسد قیاس میں فرق کر سکے طرق استنباط کا علم (تلویح جلد ۲ ص ۱۱۷)

بعض حضرات قیاس کی بجائے اُصولِ فقہ کی معرفت کو مُجتہدِ مُطلق کے لئے شرط قرار دیتے ہیں مثلاً صاحبِ مسلم (فواتح جلد ۲ ص ۳۶۲) اور علامّہ شوکانی (ارشاد ص ۲۵۲) لیکن علامّہ شوکانی لکھتے ہیں کہ معرفت قیاس بلاشبہ شرط ہے مگر چُونکہ یہ اُصول فِقہ کا ایک باب ہے اس لئے اس کے تحت آجاتا ہے (حاشیہ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۲۲۵)

عربیت:

صرف، نحو، لغت، معانی، بیان، عرب کے خطاب اور عام و خاص، محکم، متشابہ، مطلق، نص، فحویٰ، لحن، مفہوم، مُفرد، مُرکب، کلی، جزئی، تواطئی، اشتراک، مُترادف، مظلوق، اقتضاء اشارہ، تنبیہ اور ایماء وغیرہ کو سمجھ سکے۔

لُغت میں اصمعی اور نحو میں خلیل وغیرہ ہونا ضروری نہیں (مستصفے جلد ۲، ص ۲۵۲ و آمدی جلد ۲ ص ۱۲۹)

علامہ شاطبی لکھتے ہیں کہ کوئی شخص اُس وقت تک شریعت میں مُجتہد نہیں ہو سکتا جب تک کلامِ عرب میں اس طرح کا مُجتہد نہ ہو جائے کہ خطاب عرب کا فہم اس کے لئے بے تکلف وصف بن جائے جبکہ نبہانی لکھتے ہیں العربیة تطلق علي ابني عشر علماً (شاطبي، موافقات جلد ۴، ص ۶۱۰ بحوالہ حاشیہ جمع جلد ۲ ص ۳۸۳) (جاری ہے)

مظلومی

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

جن کو اسلامی مسائل کی نہیں مُطلق خبر
ایسے ظالم فتویٰ بازوں کی جہاں میں دُھوم ہے
ظلم کو نابُود کرنا جس کا نصب العین تھا
آج وہ اسلام خود سب سے بڑا مظلوم ہے